جیزوٹ اور بعد ازاں پاپائی کاہنوں کے علاوہ سلیسیائی اور زیویرائی کاہنوں نے ان علاقوں میں خدمت انجام دی اور کاتھولک مسیحیوں کی تعداد کافی بڑھ گئی۔

یکم ستمبر ۱۸۸۶ء کو ڈھاکہ کی ڈایوسیس بنائی گئی اور اب بنگلہ دیش میں کل چھ ڈایوسیس ہیں۔ جن کے سربراہان مقامی بنگلہ دیشی بشپ ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں بنگلہ دیش کی کاتھولک کلیسیا میں ۱۹۵۰۲۳ ارکان، ۶۸ پیرشیں، ۱۹۳ فادر صاحبان (۱۰۶ مقامی، ۸۷ غیر ملکی)، ۵۳ برادر صاحبان (۲۹ مقامی، ۲۴ غیر ملکی)، ۶۹۵ راہبات (۵۶۶ مقامی، ۱۲۹ غیر ملکی) اور ۱۰۵۳ مقامی مناد صاحبان تھے۔ پچھلی دھائی کے دوران سے مختلف حلقوں سے کئی بنگلہ دیشی راہبات افریقہ، ایشیا اور بحرالکاہل کے علاقوں میں خدمت کا کام انجام دے رہی ہیں۔

کلیسیا کی یہ جدوجہد رہی ہے کہ مختلف طریقوں سے دوسری غیر مسیحی اکثریتی قوموں کے بیچ وہ ایک بالکل مقامی کلیسیا بن کر رہے۔ خلیجی جنگ کے دوران عراق کے شدید حامی جذبات نے بنگلہ دیش میں مسیحیوں کے خلاف غم و غصے کی ایک تیز لہر دوڑا دی۔ عراق کے خلاف اتحادی فوجوں کے رد عمل کو، مسیحی دنیا کی طرف سے ایک اسلامی ملک کے خلاف جارحیت کے تناظر میں دیکھا گیا۔ بنگلہ دیشی مسلمان عراق کی حمایت میں مسیحیوں کے خون کے پیاسے ہو گئے۔

کلیسیا کا کام اس قسم کے شکوک و شبہات کا خاتمہ ہے۔ عالمگیر اور بین المذہبی امور کے بنگلہ دیشی کاتھولک بشپ صاحبان کا کمیشن، بین المذہبی مکالمہ کو بڑھانے کے لیے تربیتی کورسوں، سیمینار اور دعائیہ اجتماعات کا اہتمام کرتا ہے اور انفرادی میل جول اور گفت و شنید کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

پاکستان: توہینِ رسالت ﷺ کا واقعہ اور ایک ملزم کا قتل

[۵ اپریل ۱۹۹۴ء کو ایک شخص منظور مسیح کو جس پر توہینِ رسالت کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا، قتل کر دیا گیا۔ اِس قتل کے پس منظر پر مولانا زاہد الراشدی کے زیرِ نظر مضمون سے روشنی پڑتی ہے۔ مدیر]

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۹۴ء کی خبر کے مطابق لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس ایس - ایم - زبیر نے توہینِ رسالت مآب ﷺ کے مقدمہ میں ملوث دو عیسائیوں منظور مسیح اور رحمت مسیح کی ضمانت منظور کر لی ہے۔ اس کیس کے تیسرے ملزم سلامت مسیح کی ضمانت اس سے قبل سیشن

کورٹ گوجرانوالہ سے منظور ہو چکی ہے جبکہ لاہور ہائی کورٹ نے ملزموں کی درخواست پر کیس کی سماعت بھی گوجرانوالہ سیشن کورٹ سے لاہور سیشن کورٹ میں منتقل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

توہین رسالت ﷺ کا یہ کیس ضلع گوجرانوالہ کے تھانہ کوٹ لدھا کے گاؤں رتہ دوسٹر میں گزشتہ سال ۹ مئی کو رونما ہونے والے ایک مبینہ واقعہ کی بنیاد پر سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں چل رہا ہے جس میں مذکورہ تینوں ملزم گرفتار تھے اور کیس کے بارے میں بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے مسلسل پراپیگنڈا اور بیرونی لابیوں کی دلچسپی نے اسے عالمی شہرت دے دی ہے۔ کیس کی پیروی ملزموں کی طرف سے ہیومن رائٹس کمیشن کی راہ نما عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ اور ان کے رفقاء کر رہے تھے جبکہ مسلمانوں کی طرف سے عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت کا قائم کردہ وکلاء کا گروپ کیس کی پیروی کر رہا ہے جس میں سیّد عنایت اللہ ہاشمی ایڈووکیٹ شامل ہیں اور اس کیس میں بیرونی لابیوں کی روز افزوں دلچسپی کے باعث گوجرانوالہ کے مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام نے "تحفظ ناموسِ رسالت ایکشن کمیٹی" قائم کر لی ہے جس کے صدر مولانا عبدالعزیز چشتی اور سیکرٹری ڈاکٹر غلام محمد ہیں۔

گزشتہ دنوں ایکشن کمیٹی کی طرف سے ڈاکٹر غلام محمد اور مولانا علی احمد جامی پر مشتمل وفد نے رتہ دوسٹر گاؤں کا دورہ کیا اور بیرونی لابیوں اور پریس کی طرف سے مسلسل کیے جانے والے پراپیگنڈا کے پس منظر میں حالات کا جائزہ لیتے ہوئے گاؤں کے باشندوں سے حقائق و واقعات معلوم کیے۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ جن میں بی۔ بی۔ سی، وائس آف امریکہ اور آل انڈیا ریڈیو پیش پیش ہیں، اس کیس کے بارے میں متعدد پروگرام نشر کر چکے ہیں اور اخبارات میں بھی خبروں اور مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے جن کا خلاصہ یہ ہے۔

— پاکستان میں گستاخ رسول ﷺ کے لیے موت کی سزا کا نافذ شدہ قانون انسانی حقوق کے منافی ہے۔

— یہ قانون پاکستان میں اقلیتوں کو دبانے کیے لیے نافذ کیا گیا ہے اور اس کی آڑ میں اقلیتوں جھوٹے مقدمات قائم کیے جا رہے ہیں۔

— رتہ دوسٹر کیس بھی ذاتی دشمنی پر مبنی ہے۔ گاؤں کے زمینداروں نے انہیں اس جھوٹے مقدمے میں الجھا دیا ہے۔ کیس اب تک گوجرانوالہ سیشن کورٹ میں زیرِ سماعت رہا ہے اور اب ہائی کورٹ کے حکم پر لاہور سیشن کورٹ منتقل ہو گیا ہے، اس لیے عدالت میں زیرِ سماعت مقدمہ کے حوالہ سے کچھ عرض کرنا اصولی طور پر مناسب نظر نہیں آتا لیکن اس کیس میں بیرونی لابیوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے یک طرفہ پراپیگنڈا، امریکی حکومت کی مبینہ مداخلت کے پیشِ نظر یہ بات اس سے زیادہ نامناسب ہو گی کہ تصویر کے دوسرے رخ

اور علاقہ کے مسلمانوں کے موقف سے رائے عامہ کو بے خبر رکھا جائے اور محض اس انتظار میں یک طرفہ پراپیگنڈا کو گوارا کیا جاتا رہے کہ کیس کا فیصلہ ہونے پر حقائق خود بخود سامنے آجائیں گے۔ اس لیے واقعات کی ترتیب اور علاقہ کے مسلمانوں کے موقف پر مشتمل چند معروضات قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

رحمت مسیح

تھانہ کوٹ لدھا کے گاؤں پھوکر پور کا رحمت مسیح ولد نانک مسیح جو ایک تعلیم یافتہ شخص ہے اور گاؤں میں مسیحی عبادت گاہ قائم کر کے تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہے، مذکورہ کیس کا ایک اہم ملزم ہے۔ اس کے ساتھ گاؤں کے مسلمانوں کا تنازعہ کافی عرصہ سے چلتا آرہا ہے۔ یہ تنازعہ دو باتوں پر رہا ہے، ایک اس پر کہ رحمت مسیح مسیحی عبادت گاہ پر لاؤڈ سپیکر لگا کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے اور دورانِ تبلیغ جناب نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں بھی کر جاتا ہے جو مسلمانوں کو ناگوار گزرتی ہیں اور دوسری بات یہ کہ گاؤں میں قرآنِ کریم کے اوراق کی بے حرمتی کے بعض واقعات رونما ہوئے ہیں جن کے بارے میں گاؤں کے مسلمانوں کا شبہ ہے کہ رحمت مسیح اس قسم کے واقعات کا مرتکب ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بار تھانہ تک نوبت گئی اور علاقہ کے معززین نے درمیان میں آکر معاملہ رفع دفع کرا دیا اور دوسری بار علاقہ مجسٹریٹ تک بات پہنچی اور انہوں نے رحمت مسیح کے تحریری معذرت نامہ پر معاملہ نمٹا دیا۔ یہ تحریری معذرت نامہ ۷ جولائی ۱۹۹۲ء کا تحریر کردہ ہے۔

رحمت مسیح مذکور کے گاؤں پھوکر پور سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع گاؤں رتہ دوسٹر کی جامع مسجد میں مئی ۱۹۹۳ء کے دوران اچانک ایسی پرچیاں ملنا شروع ہو گئیں جن میں جناب رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخانہ جملے درج ہوتے۔ پرچیاں مسجد میں پھینکی جاتیں اور پھینکنے والوں کا کوئی پتہ نہ چلتا۔ گاؤں کے لوگ پریشان ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے ٹوہ لگانا شروع کی۔ ۹ مئی ۱۹۹۳ء کا واقعہ ہے کہ مسجد مذکورہ کے امام حافظ فضل حق اور ان کے ساتھی محمد بخش گوجر نمبر دار اور حاجی محمد اکرم نے تین افراد کو گاؤں کی ایک دیوار پر اسی قسم کے گستاخانہ جملے لکھتے دیکھ لیا، ان تین افراد میں ایک تو مذکور رحمت مسیح تھا اور دوسرے افراد منظور مسیح اور سلامت مسیح تھے جو اس کیس کے تین ملزمان ہیں۔ حافظ فضل حق اور ان کے رفقاء نے ملزمان کو پکڑنے کی کوشش کی۔ رحمت مسیح بھاگ گیا اور دوسرے دونوں پکڑے گئے اور ان کے پاس سے اسی قسم کی پرچیاں بھی ملیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ انہیں تھانہ لے جایا گیا۔ پولیس نے انہیں حوالات میں بند کر دیا لیکن مقدمہ درج کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا گیا۔

گاؤں والوں نے جب دیکھا کہ پولیس مقدمہ درج کرنے میں ٹال مٹول کر رہی ہے تو اس سلسلہ میں تھانہ کوٹ لدھا کے ایک اور گاؤں کوٹ للہ کے ماسٹر عنایت اللہ سے ملے اور ان سے کیس کے

اندراج کے سلسلہ میں تعاون کی درخواست کی۔ ماسٹر عنایت اللہ مذکور کا تعارف یہ ہے کہ وہ پرائمری سکول کے ٹیچر ہیں اور پرجوش مذہبی کارکن ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں، ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت اور اس کے بعد متعدد تحریکات میں حصہ لے چکے ہیں۔ قید و بند کے مراحل سے کئی بار گزرے ہیں۔ گاؤں میں دو بار قادیانی لاش کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے میں رکاوٹ بن چکے ہیں اور اس نوعیت کے مذہبی معاملات میں انتہائی جرات اور جوش و جذبہ کے ساتھ علاقہ کے مسلمانوں کی راہ نمائی کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان کا احترام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے رتہ دوسٹر کے مسلمان بھی ان کے پاس آئے کہ تھانہ کوٹ لدھا کی پولیس توہین رسالت ﷺ کے مبینہ واقعہ کے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج نہیں کر رہی اس لیے وہ ان سے تعاون کریں، چنانچہ ماسٹر عنایت اللہ نے ارد گرد کے دیہات سے مسلمانوں کو جمع کیا اور تھانہ پہنچ گئے۔ واقعہ کی خبر سن کر دوسرے دیہات سے بھی مسلمان کوٹ لدھا میں جمع ہو چکے تھے۔ یہ واقعہ ۱۱ مئی کا ہے۔ لوگوں نے تھانہ کوٹ لدھا کا گھیراؤ کر لیا اور حافظ آباد سے گوجرانوالہ جانے والی روڈ کو بلاک کر دیا، بالآخر عوام کے احتجاج کے بعد وقوعہ کے تیسرے روز پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ اب سوال اس کے بعد تیسرے ملزم رحمت مسیح کی گرفتاری کا تھا جس کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ گوجرانوالہ میں ایک مسیحی ایم ۔پی ۔اے کے گھر میں چھپا ہوا ہے اور اسے بیرون ملک بھجوانے کی سازش ہو رہی ہے۔ ماسٹر عنایت اللہ اور گوجرانوالہ کے علماء نے ضلعی انتظامیہ سے بات کی جس پر رحمت مسیح کو گرفتار کر لیا گیا اور تینوں ملزم جیل بھیج دیے گئے۔

ملزمان کے خلاف مقدمہ توہین رسالت ﷺ کے قانون کے تحت درج ہوا جس کی سزا موت ہے اور سیشن کورٹ میں مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی۔ ملزمان کی طرف سے اپنی گرفتاری کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی گئی جو ۲۰ جون کو خارج کر دی گئی۔ سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں بھی ضمانت کی درخواست دائر ہوئی جو ۱۰ جولائی کو عدم پیروی کی بناء پر خارج ہو گئی۔

بیرونی لابیوں کی دلچسپی

اس دوران اس کیس میں بیرون ملک لابیوں اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کی دلچسپی کا اظہار شروع ہو گیا، چنانچہ آل انڈیا ریڈیو نے ۱۱ جولائی کو اس کیس کے حوالہ سے پروگرام نشر کیا جس میں گستاخِ رسول ﷺ کے لیے موت کی سزا کے قانون کو ہدف تنقید بنایا گیا اور ماسٹر عنایت اللہ مذکور کی کردار کشی کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی بیرونی ممالک سے وفود کی گوجرانوالہ آمد کا آغاز ہو گیا۔ کئی وفود گاؤں رتہ دوسٹر تک پہنچے، بعض ضلعی انتظامیہ سے ملے، کچھ نے عدالتی افسران سے بھی ملاقاتیں کیں۔ آل انڈیا ریڈیو نے اس کے بعد بھی ایک بار اس کیس کے بارے میں پروگرام نشر کیا جبکہ بی ۔بی ۔سی اور وائس

آف امریکہ نے بھی کیس پر تبصرے کیے اور اخبارات و جرائد میں توہینِ رسالت کی سزا کے قانون اور رتہ دوتڑ کیس کے بارے میں مضامین اور خبروں کا سلسلہ چل پڑا۔

بیرونی لابیوں کی دلچسپی کے ساتھ ہی پاکستان کا ہیومن رائٹس کمیشن بھی متحرک ہوگیا اور کمیشن کی سربراہ عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے کیس کی پیروی اپنے ہاتھ میں لے لی اور ان کی طرف سے سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں ضمانت کی درخواست دوبارہ دائر کردی گئی۔ کیس کی پیروی کیلیے عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ کے ساتھ حنا جیلانی ایڈووکیٹ اور نعیم شاکر ایڈووکیٹ گوجرانوالہ آنے لگے۔ مبینہ طور پر اس دوران امریکہ میں پاکستان کی سفیر ملیحہ لودھی بھی ایک امریکی صحافی کے ہمراہ گوجرانوالہ آئیں اور سیشن کورٹ کے ایک ذمہ دار عدالتی افسر سے ملاقات کر کے ملزموں کی ضمانت کے بارے میں بات چیت کی۔

رابن رافیل کی مداخلت

روزنامہ "مساوات" (لاہور) ۸ نومبر ۱۹۹۳ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق امریکہ کی نائب وزیرخارجہ مسز رابن رافیل نے اپنے دورہ اسلام آباد کے موقع پر وزیراعظم پاکستان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر "رتہ دوتڑ کیس" کا معاملہ اٹھایا اور سیکرٹری خارجہ پاکستان نے انہیں یقین دلایا کہ ملزموں کو ضمانت پر رہا کردیا جائے گا۔

وکلائے صفائی نے کیس کے ایک ملزم سلامت مسیح کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا کہ وہ نابالغ ہے اس لئے اس کی ضمانت لی جائے۔ اسے نابالغ ثابت کرنے کے لیے اس کی عمر کے بارے میں حافظ آباد چرچ کا سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا اور سیشن کورٹ نے ملزم کی ضمانت اس کیفیت کے ساتھ منظور کرلی کہ روزنامہ "نوائے وقت لاہور" ۲۴ نومبر ۹۳ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق

> پاکستان میں مقیم ایک اعلیٰ امریکی افسر نے پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کو اس گرفتاری کے متعلق اطلاع دیتے ہوئے ملزم کی رہائی کا مطالبہ کیا، چنانچہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے حکومت پنجاب کے ایک اعلیٰ افسر کو سلامت مسیح کی رہائی کے متعلق حکم دیا گیا جس نے معقول ضمانتیں میسر نہ ہونے کی بناء پر اور اعلیٰ افسروں کی ناراضگی کے خوف سے خود پچاس ہزار روپے کی ذاتی ضمانت دے کر ملزم سلامت مسیح کو رہا کرایا۔

روزنامہ "جنگ" (لاہور) ۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے "توہین رسالت ﷺ کے مقدمہ کے حوالے سے ہدایت کی ہے کہ اس امر کی تحقیقات کی جائے کہ یہ مقدمہ ذاتی دشمنی کے حوالے سے بنایا گیا ہے تو اسے فی الفور واپس لے لیا جائے، ورنہ متعلقہ قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے۔ پتہ چلا ہے کہ اس ضمن میں فوری تحقیقات شروع کردی گئی ہیں اور وزیراعظم کی ہدایات کی روشنی میں ذاتی دشمنی ثابت ہونے پر مقدمہ

واپس لے لیا جائے گا۔"

اس خبر کی اشاعت کے دو روز بعد راقم الحروف نے "تحفظ ناموس رسالت ﷺ ایکشن کمیٹی" کے سیکرٹری ڈاکٹر غلام محمد اور اہل حدیث رہنما میاں حبیب الرحمٰن اپل کے ہمراہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن جناب جلیل عباس سے ملاقات کی اور ان سے گزارش کی کہ اس انکوائری میں "ایکشن کمیٹی" کو بھی شریک کیا جائے، ورنہ انکوائری یک طرفہ سمجھی جائے گی۔ کمشنر موصوف نے انکوائری کے بارے میں قطعی لاعلمی کا اظہار کیا اور بتایا کہ انہیں اس سلسلہ میں کوئی باضابطہ اطلاع نہیں ملی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ انکوئری کی صورت میں ایکشن کمیٹی کو بھی شریک کیا جائے گا لیکن ابھی تک کسی قسم کی کوئی انکوائری گوجرانوالہ یا رتہ دوہتڑ میں نہیں ہوئی۔ ایک بار گاؤں والوں کو اطلاع ملی کہ ایس۔ پی گوجرانوالہ انکوائری کیلئے تھانہ کوٹ لدھا تشریف لا رہے ہیں۔ گاؤں کے لوگ تھانہ میں جمع ہوئے مگر انہیں بتایا گیا کہ کوئی انکوائری نہیں ہے۔

پبلک انکوائری کمیٹی

گستاخ رسول ﷺ کیے لیے موت کی سزا کے قانون اور رتہ دوہتڑ توہین رسالت ﷺ کیس کے بارے میں مغربی لابیوں کے گمراہ کن پراپیگنڈا کو سامنے رکھتے ہوئے اس سلسلہ میں حقائق کو منظر عام پر لانے کیلئے ورلڈ اسلامک فورم نے ریٹائرڈ سیشن جج جناب محمد افضل سہیل کی سربراہی میں پبلک انکوائری کمیٹی قائم کی ہے جس کی رپورٹ بہت جلد سامنے آ رہی ہے۔

رتہ دوہتڑ کیس کے ملزمان کی درخواست پر ہائی کورٹ کے فیصلہ کے مطابق کیس کی سماعت جناب حفیظ اللہ چیمہ سیشن جج لاہور کی عدالت میں جاری ہے جبکہ کہ ملزم کی ضمانت کی منسوخی کی درخواست سپریم کورٹ نے سماعت کے لیے منظور کر کے ملزمان کو نوٹس جاری کر دیے ہیں۔

منظور مسیح کا قتل

۵ اپریل کو ملزمان لاہور سیشن کورٹ میں تاریخ بھگت کر واپس آ رہے تھے کہ اخباری رپورٹ کے مطابق کچھ موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کر دی جس سے منظور مسیح ہلاک ہو گیا اور دوسرے ملزمان زخمی ہوئے۔ موٹر سائیکل سوار موقع سے فرار ہو گئے اور رتہ دوہتڑ کیس کے مدعی مولوی فضل حق اور ماسٹر عنایت اللہ کے خلاف کیس درج کرا دیا گیا جس پر ماسٹر عنایت اللہ صاحب اور مولوی فضل حق کے پندرہ سالہ فرزند کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

وفاقی کابینہ کا فیصلہ

اس دوران روزنامہ "پاکستان" اسلام آباد ۶ اپریل ۱۹۹۴ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق وفاقی

کابینہ نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی زیرِ صدارت اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ گستاخِ رسول ﷺ کے لیے موت کی سزا کے قانون میں ترمیم کی جائے گی اور موت کی سزا کو دس سال قید میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کے لیے وفاقی وزارتِ قانون کو قومی اسمبلی میں باضابطہ بل پیش کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ہی بی۔ بی۔ سی، وائس آف امریکہ اور آل انڈیا ریڈیو سمیت بیرونی لابیوں اور ذرائع ابلاغ نے گستاخِ رسول ﷺ کے لیے موت کی سزا کے قانون اور رحمتہ دوسرا کیس کے حوالہ سے پاکستان کے دینی حلقوں کے خلاف نفرت انگیز پراپیگنڈا کی مہم تیز کر دی ہے اور اس سلسلہ میں مسلسل گمراہ کن پروگرام نشر کیے جا رہے ہیں۔ (روز نامہ "خبریں"، اسلام آباد۔ ۱۲ اپریل ۱۹۹۴ء)

وطنِ عزیز میں مسیحیوں کی حالت

[مسیحی برادری یا اس کے اہلِ فکر اپنی اقتصادی حالت کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ "کاتھولک نقیب" کے زیرِ نظر مضمون سے اس پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ مضمون نگار نے جو اعداد و شمار دیے ہیں، انہوں نے ان کے ماخذ کا کوئی ذکر نہیں کیا، اس لیے ان اعداد و شمار کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، تاہم یہ تصویر کا ایک رخ ضرور پیش کرتے ہیں۔ مدیر]

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں کل مسیحیوں کی تعداد ۳۶ لاکھ ہے۔ اگرچہ مسیحیوں کی کل تعداد وطنِ عزیز میں اس سے کہیں زیادہ ہے، کیونکہ گنتی کرتے وقت مسیحیوں کی کل آبادی کو گنا نہیں جاتا اور ایک اندازے کے مطابق مسیحیوں کی ۱۲۷۰ کچی بستیاں ہیں جن کی سرے سے گنتی ہی نہیں ہوئی ہے، تاہم جو مسیحی پاکستان میں بستے ہیں، وہ اس ملک کے وفادار شہری ہیں۔ وہ اس ملک میں پیدا ہوئے اور یہاں ہی مریں گے۔ معاشی طور پر مسیحیوں کے حالات تسلی بخش نہیں ہیں۔ اس کے ذمہ دار دوسرے عوامل کے ساتھ ساتھ خود مسیحی بھی ہیں، کیونکہ ۳۶ لاکھ میں سے صرف ۱۲ لاکھ کام کرتے ہیں، حالانکہ خدا نے بھی پورے چھ دن کام کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسیحی لوگ ماسوائے چند کے چھ دن آرام کرتے ہیں اور صرف ایک دن کام کرتے ہیں۔ آج کل خاص طور پر نوجوانوں کا رجحان قابلِ افسوس ہے جو ہر محلے گلی میں کام کرنے کی بجائے آوارہ گھومتے اور وقت ضائع کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ پڑھنے کی بجائے [گھومنے] اور کام نہ ملنے کی ذمہ داری دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ کام سے جی چراتے ہیں اور مقابلہ کی دوڑ میں حصہ لینے کی بجائے دوسروں کو اس کا موردِ الزام ٹھہراتے ہیں مثلاً کبھی حکومت کو اور کبھی مشنری اداروں کو۔ حالانکہ تلاش اور محنت سے یہ سب کچھ حاصل